

سیاسی بیجان ہمیشہ خطرناک ثابت ہوا ہے!

ذوالفارعلی بھٹو سے قد آور لیڈر قومی سیاست میں پہلے آیا اور نہ بعد میں آسکا۔ بھٹو پاکستان کو برل، پروگریسیو اور طاقتوں ملک بنانے کی جدوجہد کر رہا تھا۔ دیکھا جائے تو تمام مسلمان رہنماؤں کیلئے اُستاد کی حیثیت رکھتا تھا۔ بھٹو کے خیالات مہذب اور جدید دنیا کے عین مطابق تھے۔ ملک میں ناقابل یقین حد تک نئی قانون سازی کی۔ چھوٹے اور بڑے ادارے بنائے۔ مغربی پاکستان کو ایک ملک بنانے کی سرتوڑ کوشش کی۔ نوے ہزار قیدی انڈیا سے واپس لیکر آیا جو کہ ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ مغربی پاکستان کا کافی علاقہ، ہندوستانی فوج کے قبضہ میں تھا۔ اس پورے علاقے کو بھٹو مذاکرات کے ذریعے داگزار کر والایا۔ ساتھ ساتھ آج کے پاکستان کی حفاظت کے ضامن، ایٹم بم کی بنیاد بھی اسی نے رکھی۔ دوسرا پہلو بھی درست ہے کہ بھٹو کے ذاتی طرزِ عمل نے اسکے حد درجہ مضبوط دشمن بنادا لے جو آخری دم تک پیچھا کرتے رہے۔ یہ تمہید اسلیے ضروری ہے کہ بھٹو ٹیکس کو کالیڈر نہیں تھا۔ 1977 کا لیکشن میرٹ پرجیت چکا تھا۔ مگر اسکے مسلمہ نتائج کو انتہائی عیار طریقے سے متنازع بنادیا گیا۔ قومی اتحاد نے ملک میں حد درجہ جذباتی کیفیت پیدا کر دی۔ جانے والوں کے علم میں تھا کہ بھٹو کو لیکشن میں ہر ایسا نہیں جاسکتا۔ ایک بین الاقوامی سازش کے تحت قومی اتحاد کو سرمایہ فراہم کیا گیا۔ پیسے دینے میں مقامی تاجر بھی شامل تھے۔ بڑی طاقتوں کو یقین تھا کہ اگر بھٹو پانچ سال کیلئے مزید وزیر اعظم بن گیا تو پاکستان اپنے پیروں پر کھڑا ہو جائیگا۔ ایک عظیم ملک بن جائیگا۔ چنانچہ ”نظامِ مصطفیٰ“ کی آڑ لیکر بھٹو کو حکومت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ 1977 کے بیجان کے نتیجہ میں ملک گرداب کی ذمیں آگیا اور بے یقینی میں غوطے کھانے لگا۔ اسکے بعد جو کچھ ہوا اس سے ملک جزوی نہیں مکمل طور پر بر باد ہو گیا۔

یہ سب کچھ ہر ایک کو معلوم ہے۔ کسی کے علم یا معلومات میں اضافہ نہیں کر رہا۔ مگر مرکزی نکتہ انتہائی اہم ہے۔ پاکستان میں کوئی بھی سیاسی عدم استحکام بین الاقوامی طاقتوں کے اشارے اور پلانگ کے بغیر نہیں ہوتی۔ صرف مثال کے طور پر عرض کرو گا کہ 1977 میں اصغرخان جیسا ایماندار اور محبت الوطن شخص بھی بھٹو کے خلاف بلکہ ملکی استحکام کے خلاف استعمال ہو گیا۔ بعد میں پوری زندگی اصغرخان متعدد بار اپنی غلطی پر پچھتا تارہا۔ مگر وقت گزر گیا۔ قومی اتحاد نے فضا پیدا کی تھی کہ بھٹو چلا گیا تو ملک ٹھیک ہو جائیگا۔ بر بادی سے نج جائیگا۔ مگر انکے تمام دعوے مکمل جھوٹ نکل۔ ملک کی ہر طریقے سے اینٹ سے بجادی گئی۔ جانے والے سمجھتے ہیں کہ کیا عرض کر رہا ہوں۔

دوسری مثال دیکرا پنے مرکزی نکتہ کو وضاحت سے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ چودھری پرویزا الہی کی وزارت اعلیٰ، پنجاب کی حقیقی ترقی اور تعییر کا دور تھا۔ پرویزا الہی سے سیاسی طور پر اختلاف ہو سکتا ہے۔ مگر پنجاب کو دیکھا جائے تو اس میں بے مثال ترقی ہوئی تھی۔ ریسکو 1122، ٹرینیک وارڈن، دیہی سڑکوں کا جال، تمام سرکاری ہسپتالوں کی فری ایم جیسی، مضافاتی پولیس، چوکیاں اور اسکے علاوہ لا تعداد کام اس شخص نے کیے۔ اسکے ساتھ انتہائی ذہین اور کام کرنے والے افسران کی ٹیم موجود تھی۔ جس میں سلمان صدیق، نجیب اللہ ملک، سلمان غنی اور دیگر انتہائی قابل افسران شامل تھے۔ یہ سب کچھ اپنی طرف سے عرض نہیں کر رہا۔ آپ ریکارڈ چیک کر سکتے

ہیں۔ پنجاب صوبے کے محصولات، اخراجات سے بڑھ گئے۔ پنجاب کے استحکام سے ملک میں استحکام بڑھتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ بین الاقوامی طاقتوں کو یہ استحکام قطعاً پسند نہیں آیا۔ انہیں معلوم تھا کہ جب تک جزل پرویز مشرف اور انکی ٹیم کی کارکردگی کو مشکلوں نہیں بنایا جاتا، اس وقت تک پاکستان کو خوشحالی پر چلنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ آپ کو یاد ہوگا، ایک کہرام برپا کر دیا گیا کہ جزل مشرف کو وردی اُتار دینی چاہیے۔ صرف یہی نہیں، سو فیصد ثبوتوں کے ساتھ جسٹس افتخار کو معطل کیا گیا۔ یہ فیصلہ ہر طریقے سے درست تھا۔ جسٹس چودھری اور انکے بیٹے کے معاملات ہرگز ہرگز صحیح نہیں تھے۔ مگر یہی وہ موقع تھا جس نے تمام اپوزیشن کو ملک میں مکمل انارکی پھیلانے کا موقعہ دیدیا۔ حد درجہ قابل عزت و کیل، اعتزاز احسن، جسٹس چودھری کو بحال کروانے کی تحریک کے سر خیل بن گئے۔ ملک میں ایک خاص منصوبہ بندی سے ہر طرف گرداؤنی شروع ہو گئی۔ لوگوں کو بتایا گیا کہ اگر ملک میں چیف جسٹس افتخار چودھری بحال ہو جاتا ہے تو ہر شخص کو انصاف مہیا ہونا شروع ہو جائیگا۔ ملک کے مسائل حل ہو جائیں گے۔ لاہور ہائیکورٹ کے ایک سابق صدر نے بتایا کہ ہڑتا لوں اور جلوسوں کیلئے تمام وسائل ان لیگ مہیا کرتی تھی۔ یاد رہے کہ آل شریف کے دونوں بھائی، ملک سے باہر تھے۔ عدم استحکام کا بنیادی نتیجہ کیا نکلا۔ افتخار چودھری دوبارہ، منصب پر برآ جمان ہو گئے۔ انہوں نے چن چن کر ذاتی بد لے لیے۔ جزئیات انتہائی تکلیف دہ ہیں۔ مگر انصاف نہ پہلے دستیاب تھا اور نہ ہی افتخار چودھری کی بھالی کے بعد میسر ہوا۔ اعتزاز احسن نے بعد میں کئی جگہ اپنی اس غلطی پر ندامت کا انظہار کیا۔ مگر جس طرح اصغر خان پوری زندگی اپنی غلطیوں کا کفارہ ادا نہ کر سکا، بالکل اسی طرح، اعتزاز احسن بھی ایک سازش کے تحت اس کا میابی سے استعمال ہوئے۔ ملک کے ہیجان کو دوبارہ کس لیے استعمال کیا گیا۔ جزل کیانی نے آرمی چیف بننے ہی، اپنے بین الاقوامی محسنوں کے علاوہ، نواز شریف اور شہباز شریف کو ایکشن میں کامیابی دلوائی اور تھفہ میں پنجاب کی حکومت آل شریف کے حوالے کر دی گئی۔ ایک سیاسی فارمولے کے تحت مرکز میں زرداری کو خوش کیا گیا اور اسی کے تحت آل شریف کو سائبھ فیصد پاکستان کی بادشاہت دے دی گئی۔ پرویز مشرف کو ہٹانے کا مقصد پاکستان میں عدم استحکام کو بڑھا دینا تھا۔ سب کو معلوم ہے کہ پرویز الہی نے جس وقت حکومت چھوڑی، پنجاب مالی طور پر خوشحال تھا۔ مگر محترم شہباز شریف نے انتہائی متنازع ترقیاتی منصوبے شروع کر کے پورے صوبہ کا دیوالیہ نکال دیا۔ سستی روئی سکیم، مکینکل تندور سکیم، ماہانہ گزارہ سکیم اور ایسی ایسی حرکات کی گئیں، کہ پورا صوبہ خاک چاٹنے لگا۔ مگر ان لوگوں کو ایک چیز پر عبور تھا اور آج بھی ہے۔ وہ ہے پروپیگنڈا۔ چنانچہ صرف اور صرف پروپیگنڈا کے زور پر، اشتہارات کی مالی طاقت اور میڈیا مالا کا ان کو خوشحال کر کے ایسے ثابت کیا گیا کہ پنجاب، واقعی برطانیہ بننے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ شہباز سپیڈ، کاظمہنڈور اپیٹیا گیا جسکا کوئی سر پیر نہیں تھا۔ ہاں، سرکاری ملازمین کے ایک گروہ کو اپنے ساتھ ملایا گیا جنہوں نے بے ضابطگی میں حد درجہ مہارت حاصل کیں۔ اپنی ٹیم کے تمام گناہ شہباز شریف کے بقول نیکیاں تھیں۔ دس برس کے طویل دورانیہ میں جس طرح پنجاب کو اجاڑ گیا۔ اسکی مثال نہیں ملتی۔ آج پنجاب مکمل طور پر دیوالیہ ہو چکا ہے۔ ثابت کر سکتا ہوں کہ آل شریف کے قریبی افسروں اور سیاسی رہنماؤں نے دولت کے گنگا جل میں خوب اشناں کیا۔

زرداری صاحب کے دور میں جو مالی بے ضابطگیاں ہوئیں، آج تک انکا مکمل ادارا ک نہیں ہو سکا۔ صرف یہ بتانا چاہرہ ہا ہوں، کہ

گزشته دس برس میں ہر بے ضابطگی، بے اصولی اور جرم کو مکمل تحفظ دیا گیا۔ یہ بات درست ہے کہ سیاسی اکابرین اپنی دولت کا حساب نہیں دے سکتے۔ اسحاق ڈار صاحب کے بیٹے نے دوئی میں رونر رائس گاڑیاں کرائے پر دینی شروع کر دیں۔ چینی کمپنیاں تمام معاملات دوئی میں مکمل کرتی تھیں اور ان کا اعلان پاکستان میں کیا جاتا تھا۔ ہر ایک کو بھر پور رقم مل رہی تھی۔ کیا آپکو معلوم ہے کہ رونر رائس گاڑی کی قیمت کیا ہے۔ رونر رائس گاڑی پاکستانی اٹھارہ کروڑ روپے مالیت کی ہے۔ موصوف کے صاحبزادے کے پاس اس طرح کی قیمتی گاڑیوں کا بیڑہ ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آل شریف اور محترم زرداری صاحب کو یقین تھا کہ ایک تو ان کا اقتدار ختم نہیں ہو گا۔ دوسرا ان پر ہاتھ ڈالنے کی جرات کوئی نہیں کر سکے گا۔ انکے دونوں اندازے مکمل طور پر غلط نکلے۔ پیٹی آئی، احتساب کا نعرہ لگا کہ حکومت میں آگئی۔ جیسے ہی ان مضبوط خاندانوں کو ادراک ہوا کہ پانسہ پلٹ گیا ہے اور انہیں گرم ہوا لگنی شروع ہو گئی ہے۔ انہوں نے مربوط حکومتِ عملی سے پاکستان میں وہی عدم استحکام پیدا کرنا شروع کر دیا، جو 1971 میں بھٹکی حکومت کے خلاف پیدا کیا گیا تھا۔ اور وہی بیجان جو پرویز مشرف اور پرویز الہی کے خلاف استعمال ہوا تھا۔ مجھے تحریک انصاف سے کوئی لینا دینا نہیں۔ عمران خان کو کبھی نہیں ملا اور نہ ملنا چاہتا ہوں۔ مگر موجودہ گرداؤڑا نے کے پیچھے محرکات صاف نظر آ رہے ہیں اور وضاحت سے ہر طرح کے اشارے مل رہے ہیں۔

یہ درست ہے کہ عمران خان کو ذاتی طور پر گورننس کا کوئی تجربہ نہیں۔ پہلی باروزیرا عظم بنے ہیں۔ وہ غلطیاں کر رہے ہیں اور ان سے سیکھ رہے ہیں۔ مگر کیا محترمہ بینظیر بھٹو اور جناب نواز شریف کو وزارتِ عظمی کا طویل تجربہ تھا۔ ہرگز نہیں۔ دونوں کو اداروں نے پہلی باروزارتِ عظمی پلیٹ میں رکھ کر دی تھی اور حد درجہ کر پیش، اقرباً پوری اور بے ضابطگیوں کی بدولت اسی طرح واپس بھی لے لی تھی۔ کیا مجھے کوئی اس سوال کا جواب دے سکتا ہے کہ محترم نواز شریف نے چار سال وزارتِ خارجہ اپنے پاس کیوں رکھی۔ کیا واقعی انکا سفارت کاری میں حد درجہ تجربہ تھا؟ ان لوگوں کی جمہوریت پسندی کا عالم دیکھیے۔ ایم این اے اور وزراء، محترم نواز شریف سے ملاقات نہیں کر سکتے تھے۔ کئی ایم این اے تو انکے پورے دور اقتدار میں ان سے ون لوگون ملاقات سے مکمل محروم رہے۔ یہی حال برادر خور دکا تھا۔ ایم پی اے تو انکے نزدیک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

پیٹی آئی کی حکومت نے بالکل غلطیاں کی ہیں۔ غلطیاں کر کے ہی انسان اپنے آپ کی تصحیح کر سکتا ہے۔ اور تو کوئی طریقہ نہیں کہ کوئی بھی حکمران ہر طریقے سے بے عیب حکومت کر پائے۔ اگر ایمنسٹی سیکیم پیپلز پارٹی اور ن کے دور میں آئے تو جائز۔ اور اگر پیٹی آئی لیکر آئے تو حد درجہ غلط۔ اگر ہندوستان آج ہر فرم پر پاکستان سے کنی کرتا تا ہے، گھبرا تا ہے، تو غلط۔ مگر ماضی کے دور میں بھارت، ہمارے ملک میں دہشت گردی جاری رکھے تو مذمت تو کیا، اسکا نام لینا بھی گوارانہ کرنا بھی صحیح۔ بہت سی مثالیں ہیں۔ یہاں یہ بھی عرض کروزگا کہ مہنگائی کے طوفان اور پنجاب میں کھینچا تا نی سے لوگ عذاب میں آچکے ہیں۔ مگر یہ تودہ وقت ہے جو ہم گزشته دس سالوں کے تاوان کے طور پر ادا کر رہے ہیں۔ آج پھر سیاسی جادوگر عدم استحکام اور بے یقینی کی فضا پیدا کر رہے ہیں۔ اسکے نتائج پہلے کی طرح جان لیوا ہو سکتے ہیں؟

